سالانہ قیمت ہے تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔
مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۷ اپریل ۱۹۲۵ء	نمبر ۱۶

غزل

جناب نصیر کے قلم سے

جسکی خاطر میں سوئے کوہ و بیاباں نکلا — صورتِ رائحہ مرے دل میں وہ پنہاں نکلا
چشم ہی اک نہیں محرومِ جمالِ محبوب — دل بھی وحشت زدہ زلفِ پریشاں نکلا
عارضِ یار سے جب ہم نے ملایا اسکو — روئے خورشید چراغ تہِ داماں نکلا
بنگیا صحنِ چمن عرصۂ ہنگامۂ حشر — سیر کو جب وہ بصد ناز خراماں نکلا
گریۂ چشم وہ طوفاں ہے کہ جس کے آگے — بحر یک قطرۂ اشکِ سرِ مژگاں نکلا
تشنہ کامانِ شہادت کو ہوا عید کا چاند — ہیکلِ مقتل میں جو وہ خنجرِ بُراں نکلا

ہے بہائم میں بھی ہمدردیِ ہم جنس نصیر
پر نہ انساں سے کبھی مطلبِ انساں نکلا

غزل

(ڈکٹور مولوی حشمت اللہ لودھیانہ)

اِفتَدُوا بِالعِشقِ طلاّبَ الرَّشَد — گم شود آں۔ کو رہِ دیگر رود
من بُفتم آکِ غمِ عشقِ مسیح — بستہ ام دل را بحبلٍ مِن مَسَد
اے نگارے فروشِ عشوہ دہ — مستِ عشقت فارغست از علِ بد
شربتے زاں لب بکامِ من رساں — تا کہ جانم زندہ ماند تا ابد

حشمہ خضر است آں نوش دہاں — منع تشنہ از زلالت کے رسد
اِسقِنی ماءَ الحَیٰوۃِ سَماحَۃً — تُترَبہٖ اَحیا بِھا طُولَ الاَبَد

از خودت محروم حشمت را مکن
کو ندارد غیر الطافت سند

شمالی ہند کے چرچ متحدہ کے ماڈریٹر کی طرف سے ایک پیغام

شمالی ہند کا چرچ متحدہ ہندوستانی کلیساؤں کا متحدہ اتحاد ہے۔ یہ ہرگز مشنوں کا اتحاد نہیں ہے۔ کیونکہ ہندوستانی مشنیں مغربی فرقوں کی نمایندہ ہیں مشنیں بغیر کسی قسم کے تغیر کے اپنا کام بدستور جاری رکھینگی۔ لیکن ایک نئی متحدہ کلیسیا کی بنیاد ہند میں رکھی گئی ہے کیونکہ ہند کی پریسبیٹرین اور کانگریگیشنل کلیساؤں میں ایک روحانی رشتہ قائم ہوچکا ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی وفاداری میں اتحاد کے بندھن سے بندھ جائیں۔ انکی خواہش ہے کہ وہ ہند کے غیر مسیحی بھائیوں سے مسیحی ہونے کی راہ سے مسیحیوں کے باہمی نفاق کی رکاوٹ کو دور کردیں۔

آجکل جو ہند میں بڑی طاقتیں کام کررہی ہیں اُن کو ہندوستانیوں کی قومیت کہا جاسکتا ہے۔ یہی خواہش ہندوستانی مسیحیوں میں جوش زن ہے کہ مسیحیوں سے تمام مغربی فرقہ بندی معدوم ہوجانا چاہیے۔

چونکہ مختلف فرقہ بندیاں غیر مسیحی اصحاب کو مسیحی کہلانے میں روکتی ہیں۔ اُن سے مسیحیت اور یسوع مسیح کی تفہیم میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ ہندوستانی کلیسیاؤں کے وہ تمام مغربی فرقہ بندیوں سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اور یہ بات بعض مشنری صاحبان کو بھی پسند آئی ہے۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے پریسبٹیرین اور کانگریگیشنل کلیسیاؤں میں اتحاد کی رُوح پھونک کر شمالی ہند کی مسیحی کلیسیاؤں میں اتحاد قائم کر دیا ہے۔ اس اتحاد کے دو عظیم فائدے ہونگے۔ اوّل یہ کہ دونوں کلیسیاؤں کے مسیحی باہمی میل ملاپ کی رسی سے بندھ جائینگے۔ دوم۔ ان میں اور غیر مسیحیوں میں زیادہ موافقت و ملاپ کی راہ کھل جائیگی۔

"شمالی" لفظ استعمال کرنے کی یہ وجہ ہے کہ کچھ برس گذرے کہ جنوبی ہند کی کلیسیاؤں میں اتحاد کی بنیاد ڈالی گئی تھی جس میں پریسبٹیرین اور کانگریگیشنل مسیحیوں کا بڑا حصہ تھا۔ اس وجہ سے اس بات کی ضرورت تھی کہ شمالی ہند کی پریسبٹیرین کلیسیاؤں میں اتحاد قائم کر کے اُنہیں جنوبی ہند کی کلیسیاؤں کے اتحاد میں شریک کر دیا جائے تاکہ شمالی اور جنوبی کلیسیاؤں کا ایک ہی اتحاد ہو جائے۔ پر ابھی شمالی کلیسیائیں جنوبی کلیسیاؤں کی کسی بات میں محتاج نہ رہیں۔ شمال اور جنوب میں ایک ہی اصول پر کام کرنا بہتر خیال کیا گیا۔

پریسبٹیرین اور کانگریگیشنل کلیسیاؤں کے سوا اور کلیسیائیں بھی ہیں جنکو اس اتحاد میں شریک ہونا چاہئے اس وجہ سے اب اس قدر ہمارا اور کام باقی رہ گیا ہے کہ ہم ان کلیسیاؤں کو اس عظیم اتحاد میں شریک کرنے کی کوشش کرتے رہیں جو ابتک اس اتحاد میں شریک نہیں ہوئی ہیں۔ ہم باہمی میل ملاپ اور بھائی چارہ کو خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت کے قیام کی بنیاد سمجھیں۔ اپنی تمام کوششیں اسکے قیام پر صرف کر دیں۔ آر۔ اے۔ ہیوم [illegible]

تیوہار

قوموں میں تیوہار زندگی کا نشان ہوتے ہیں۔ بزرگوں کے کارنامے مذہبی مشہور واقعات کی یاد۔ ان باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم زندہ ہے۔ اس میں مذہبی احساس ہے۔ جب پنجاب فتح ہوا ہے اور لارڈ ہارڈنگ فاتح پنجاب نے بمقام قصور دربار کیا تو اُس وقت آپ نے قانوناً اتوار مذہبی دن ٹھہرا کر چھٹی کا دن قرار دیا تاکہ اس مُلک کے لوگوں کو معلوم ہو کہ انگریز باخدا اور مذہبی لوگ ہیں۔ اتوار کا دن اُن کی عبادت کا دن ہے۔ سب اقوام میں سب مذاہب میں کوئی نہ کوئی دن کسی نہ کسی تقریب کے لئے مانا جاتا ہے۔ ان سے گذشتہ زمانہ کے واقعات تازہ ہو جاتے ہیں۔ یہود میں عید اور تیوہار خوب مانے جاتے تھے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں بہت تیوہار ہیں۔ اگرچہ مسیحیوں میں بھی اس کا گھاٹا نہیں۔ مگر بہت کم۔ بلکہ بعض میں بالکل نہ اور عام طور پر ریجولسٹ ایسے لوگونکو سوگ منن کہا کرتے ہیں۔

شکر کی بات ہے کہ اب اسکی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے۔ ۲۰ اپریل کے پرچہ نور افشاں میں کسی بزرگ جان ورمہ صاحب نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے میں اس پر صاد کرتا ہوں۔ اگرچہ اُن کی تمام باتوں سے متفق نہیں۔ کیونکہ اُن کے بعض خیال صرف مایا پرستی یعنے لچھمی کی پوجا ہے۔ جیسے ہندو دیوالی میں کرتے ہیں یہ بالکل بیہودہ ہے۔ دو تین سال سے پنجاب کرسچن کانفرنس نے کرسمس کے دن دیپ مالا کا رواج جاری کیا تو اُس کو بعض موحدین دیوالی کے نام سے نامزد کرنے لگے اور طعنے دینے لگے کہ پرانے دستور مانے جاتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ کیا حرج ہے۔ بے ضرر تیوہار کیوں نہ مانے جاویں۔ مثلاً بسنت۔ موسم بہار۔ موسم برسات کے ساون۔ جھولا وغیرہ۔ لیکن اگر اُن کا خطرہ ہو کہ بُت پرستی کا خیال پایا جائیگا تو نئے تیوہار بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے چرچ النگ میں دیکھئے کہ بیسیوں تیوہار ہیں۔ جو بزرگوں۔ شہیدوں رسولوں کی یاد میں مانے جاتے ہیں۔ اگرچہ بڑی شان کے ساتھ نہیں۔ تاہم عبادت کی جاتی ہے جس بزرگ کا دن ہوتا ہے۔ اُس کے کارنامے۔ اُسکی زندگی کے حالات بیان کئے جاتے ہیں خاص دو تیوہار تو بڑی شان سے مانے جاتے ہیں۔ عید تولد۔ عید القیامت۔ شہری لوگوں یعنے جنٹلمینوں کے یہ تیوہار صرف چھٹی منانی اور مے پرستی سے زیادہ نہیں ہوتے۔ البتہ اگر اُن کی حقیقی شان دیکھنی ہو تو دیہاتی کلیسیا میں دیکھئے۔ کسی عید پر ہمارے ہاں آیئے اور دیکھئے کیسی خوشیاں اور حقیقی خوشیاں ہوتی ہیں۔ اِن دنوں ہمارے ہاں عید القیامت کی تیاری ہو رہی ہے یہ مقدس ہفتہ ہے۔ روزانہ عبادت۔ جس میں خداوند کے ہفتہ بھر کے کام بیان ہوتے ہیں۔ خداوند کے دُکھوں کا بیان۔ صلیب کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ گھر گھر عید کی تیاری ہوتی ہے۔ بچوں کے واسطے کپڑے کھانے پینے کی اشیاء۔ ہر ایک اپنی حیثیت کے موافق تیار کرتا ہے۔ عید کے دن اتوار کو بڑی شان سے خدا کے گھر میں آتے ہیں۔ یہاں تک کہ گرجا میں سمائی نہیں ہوتی۔ مبارک سلامت کی چاروں طرف صدا ہوتی ہے۔ گرجا کا گھنٹہ صبح ۴ بجے سے بجنا شروع ہوتا ہے۔ کئی بار بجتا ہے۔ عبادت خلوص دل سے ہوتی ہے۔ پھر اگلے دن پیر کو کھیل تماشے ملنا جلنا۔ چھوٹا سا میلہ لگ جاتا ہے۔ سب شادمان دکھائی دیتے ہیں۔ کرسمس اس سے بھی بڑی شان سے منایا جاتا ہے۔

(دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشاں

مطبوعہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۵ء

پیغام صلح اور ڈاکٹر منگانا کی تحریف قرآن

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر منگانا نے قرآن سریانی کی بابت دنیا میں اپنے خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ جن کا چرچا اخبارات میں ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے ظاہر کیا ہے کہ مروجہ قرآن میں جہاں جہاں خدا اور رسول کی اطاعت کا ذکر آیا ہے سریانی قرآن میں وہاں وہاں خدا اور یسوع مسیح کی اطاعت کا ذکر آیا ہے۔ بعض ہند کے اہل غیر مسلم علماء آج سے قریباً ۱۴ برس پیشتر اس بات کو ظاہر کر چکے ہیں کہ ابتدا ء میں حضرت ابوبکر صدیق نے قرآن شریف کو ۱۲ھ میں کوفی خط میں لکھوایا تھا جسے عراق کی سریانی اور کلدانی اقوام اپنی تحریریں استعمال کیا کرتی تھیں ممکن ہے کہ ڈاکٹر منگانا کا سریانی قرآن حضرت ابوبکر صدیق کے قرآنی نسخہ کی نقل ہو۔ چاہئے تھا کہ اہل حق ڈاکٹر منگانا کے سریانی قرآن کا بغرض حصول حق خوشی سے خیر مقدم کرتے۔ پرچہ پیغام صلح مطبوعہ ۵ اپریل آپ خود دین موزہ ہکشیدن کا مصداق ہو کر ذیل کے الفاظ میں واویلا کرتا ہے۔ ایڈیٹر

ڈاکٹر منگانا کی تحریف قرآن

آج سے ۱۲ سال پیشتر انگلستان سے ایک آواز اُٹھی تھی کہ قرآن کا یہ دعوے کہ آج تک اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی غلط ثابت ہو گیا کیونکہ قرآن کریم کے بعض قلمی اوراق دستیاب ہوئے ہیں جنکی عبارت موجودہ قرآن سے مختلف ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا اعتراض تھا جو ایک مخالف کی طرف سے قرآن کریم پر ہوا اور جس نے تمام دنیائے اسلام کو حیرت زدہ کر دیا لیکن جب ان قلمی اوراق کو شائع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس دعوے کی حقیقت طبل بلند بانگ سے زیادہ کچھ نہیں۔ جتنے زور سے یہ آواز اُٹھی تھی اُتنی ہی حسرت اور ناکامی اس شخص (ڈاکٹر منگانا) کو نصیب ہوئی۔ جو مانچسٹر کی ریلینڈز لائبریری سے اس ادعا کو لے کھڑا ہوا تھا اور دنیا کو معلوم ہو گیا کہ جس بات کو وہ تحریف قرآن کا نتیجہ قرار دیتا ہے وہ اُس کی اپنی جہالت کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ کیونکہ قرآن اول میں قرآن کریم کے الفاظ پر اعراب نہ دیئے جاتے تھے۔ اس نے کوئی ایسا ہی بے اعراب ورق دیکھا اور ب اور کاف کی ب پر اعراب نہ ہونے کی وجہ سے اُسے برکنا پڑھا۔

آج وہی شخص پھر اسی آن بان کے ساتھ کھڑا ہوا ہے اور پہلے سے بھی زیادہ کند ہتھیار سے کام لینا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اُسے مشرق سے قرآن کریم کا ایک قدیم نسخہ ملا ہے جو شامی زبان میں ہے اور اُس میں خدا اور مسیح پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

ہم حیران ہیں کہ ان مدعیان علم وتحقیق کی عقلوں کو کیا ہو گیا۔ قرآن کریم اپنی اصلی زبان میں دنیا کے اندر موجود ہے اور اس کے ہزاروں قلمی اور مطبوعہ نسخے دنیا کے ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر کسی ترجمہ کی طرف رجوع کرنا اور اُسے تحریف قرآن کی بنا قرار دینا پرلے درجہ کی کوتاہ فہمی اور کم عقل کی بات ہے۔ کون سمجھ سکتا ہے کہ ایسے تراجم جو ابتدائے اسلام میں ہرگز نہیں ہوئے۔ کسی تثلیث پرست نصرانی کے طبعزاد نہیں۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ قرآن کریم کے جس نسخہ سے وہ ترجمہ کیا گیا اس میں بھی ایسی آیات موجود تھیں۔ ویسے بھی جن لوگوں کو تاریخ سے واقفیت ہے۔ وہ اس دعوے کی لغویت کو نہایت آسانی سے جانچ سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں نصرانی آپ کے پاس آئے۔ آپ کی ان سے بحثیں ہوئیں۔ اور آپ نے علانیہ الوہیت مسیح کی تردید کی۔ بلکہ ان کو مباہلہ کا بھی چیلنج دیا اور ہمیشہ توحید الٰہی کا وعظ کیا اور ہر طرح کے دکھ اُس کے لئے اُٹھائے کیا ان حالات میں یہ دعوے کہ قرآن کریم میں مسیح کی الوہیت کو ماننے کی دعوت دی گئی ہے صریحاً لغویت پر دال نہیں ✤

ہبوط نسل انسانی

انسان کامل

کیفیت مباحثہ سیالکوٹ

بہت دن نہیں گذرے کہ ہمارے احمدی دوست اخباروں میں یہ شور مچایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کی مسیحائی نے گویا عیسائی دنیا پر ایسا جھومنتر پھونکا کہ احمدی مبلغین کی صورتیں دیکھ کر بھاگے پھرتے ہیں۔ کوئی مقابلے پر آنے کی تاب نہیں لاتا ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنے دوستوں کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ ان کا یہ بڑا بول حقیقت کے بالکل خلاف ہے پر وہ کب مانتے تھے۔ آخر غیرت خداوندی جوش میں آئی۔ پادری عبدالحق صاحب اور حضرت پادری ایس۔ ایم پال صاحب کو میدان بشارت میں لا کھڑا کیا۔ پادری صاحبان نے جو کچھ پنجاب کے احمدی صاحبان کے مقابل کر دکھایا اُس سے پنجاب کی مسلم آبادی آگاہ ہو چکی ہے۔ خصوصاً

پادری ایس۔ایم۔پال صاحب نے لاہور اور سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں جو کام کیا وہ احمدی دوستوں کو اب تک یاد ہوگا۔ اگر ہمارے احمدی دوست بھول گئے ہوں تو لیجئے آپ کے اس عجیب وغریب کام کو تحریری لباس میں پیش کرکے ہم اُسے یاد کرا دیتے ہیں:

حضرت پادری ایس۔ایم۔پال صاحب نے تین رسالے یعنے (۱) **ہبوط نسل انسانی** (۲) **انسان کامل** اور (۳) **سیالکوٹ کے مباحثہ کی کیفیت** شائع فرماکر مسیحی اور احمدی پبلک پر اور بھی احسان کر دیا ہے۔ جنکو طبع کرانے اور مرتب کرنے کا ثواب مسٹر ایم۔کے خان نے حاصل کیا ہے۔ لاہور شہر اور سیالکوٹ میں احمدی اصحاب سے جن مضامین پر کلام ہوا تھا وہ کلام ان رسالوں میں جمع ہے۔ خصوصاً رسالہ نمبر ا و ۳ میں اُس کلام کی تفصیل آئی ہے۔ ان ہرسہ رسالوں کو کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں۔ ان کی خوبی وصداقت کی ضمانت کے لئے مصنف کا نام نامی واسم گرامی ہی کافی ہے۔ رسالہ اول ۷۰ صفحہ کا قیمت صرف ۴ر ہے۔ رسالہ دوم ۱۶ صفحہ کا قیمت صرف ۶ پائی ہے رسالہ سوم ۳۲ صفحہ قیمت صرف ڈیڑھ آنہ ہے۔ یہ تینوں رسالے مسٹر ایم لے خان صاحب میاں سنگھ باغ لاہور سے ملسکتے ہیں۔ ہم جملہ مسیحی خدام سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ ان رسالوں کو منگاکر مسیحیوں اور مسلمانوں اور احمدی دوستوں میں ضرور تقسیم کریں۔ لاجواب رسالے ہیں۔

این۔ایم۔ایس پنجاب کا کام بفضل خدا ترقی پر ہے۔ جب سے پادری طالب الدین صاحب نے این۔ایم۔ایس فیلڈ کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے اُس وقت سے آج تک سوسائٹی تنزل کے زوال سے نکلکر ترقی کے میدان میں گامزن ہوتی چلی جارہی ہے۔ تمام پنجاب کی مسیحی جماعتوں میں سوسائٹی سے ہمدردی کی آگ پھر بھڑک اُٹھی ہے۔ جابجا سوسائٹیاں قائم ہوگئی ہیں۔ این ایم ایس کی پنجابی بشارتی فیلڈ میں بشارتی خدمت پہلے کی نسبت زیادہ سرگرمی سے ہونے لگی ہے گذشتہ ماہ میں کسی خدادوست مسیحی نے سوسائٹی کو پانچ ہزار روپیہ کی رقم دیکر اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ پنجاب کے مسیحی این ایم ایس کو نہ صرف زندہ و توانا بنانا چاہتے ہیں۔ بلکہ اُس کے کام سے کمال ہمدردی رکھتے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ پادری طالب الدین صاحب کی خدمات سوسائٹی مذکورہ کی زندگی وحیات کے لئے رحمت خدا ثابت ہونگی۔ اور جو اصحاب سوسائٹی پر عدم اعتماد کا وہم رکھتے ہیں وہ جلد اس کی زندگی اور اُس کے کام سے تسلی پائینگے۔

ہمیں یہ دیکھکر کمال خوشی ہوئی ہے کہ ہمعصر قاصد میدان ترقی میں ہر اشاعت میں آگے ہی بڑھتا نظر آتا ہے۔ ایڈیٹوریل سٹاف کی قابلیت تو قابل داد ہی ہی۔ پر ہمیں اس کے نامہ نگاروں کی قابلیت کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے۔ جس پرچہ کے معاون ومددگار حضرت منیت۔ پادری رحمت مسیح واعظ۔ جناب ایس۔بی۔ امنتا۔ پادری علی بخش اور جناب مولوی حشمت اللہ صاحب جیسی ہستیاں ہوں اگر اس پرچہ کا سر اپنے معاصرین میں اونچا نہ ہو تو پھر کس کا ہوگا؟ ہم دل سے ہمعصر قاصد کی ترقی کے طالب ہیں۔ واقعی اُس کی ہر ایک اشاعت میں ایک خاص پیغام ہوتا ہے۔ جو وہ اپنے ناظرین کو پہنچاکر قاصد کا فرض ادا کیا کرتا ہے۔ تازہ نمبر میں مبارک جمعہ پر۔ قیامت مسیح پر۔ حوائج ہند اور خداوند مسیح پر۔ حیات المسیح پر نہایت عمدہ مضامین نکلے ہیں۔

ہم ہمعصر مسیحی کو بھی بھولنا نہیں چاہتے۔ اس کا تازہ نمبر ہمارے روبرو ہے۔ اس میں پنجاب کرسچن کانفرنس کے گذشتہ جلسہ کی کارروائی درج ہوئی ہے۔ جس میں یہ بات بھی ظاہر کی گئی ہے کہ کانفرنس نے دوسو مربعوں کے لئے مسیحیوں کو ٹینڈر زر دینے منظور کئے ہیں۔ اور امید ہے کہ کانفرنس کے عہدیداروں نے دوسو مربعوں کی خریداری کے مسیحیوں کو ٹینڈر زر دیدیئے ہونگے۔ اگر ان دوسو مربعوں میں سے پچاس مربعے بھی مسیحیوں کو ملگئے تو ہم سمجھینگے کہ کانفرنس اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی۔ اگر پچاس مربعے بھی مسیحیوں کی قسمت میں نہ آئے تو کانفرنس کے مربعے مربعے ہی رہ جائینگے۔

کشت زعفران

نشاط ملک ایران میں ایک مشہور شاعر ہوا ہے وہ موسم سرما میں ایک دن دربار شاہی میں حاضر تھا سردی بہت زوروں پر تھی۔ شاہ ایران نے نشاط سے کہا کہ کوئی ایسا شعر کہو جس سے تمام محفل گرم ہوجائے۔ نشاط نے فی البدیہہ یہ شعر کہا۔ ؎

خلعتم دہ کہ در برم گیرم
یا وشاقے کہ در برم گیرد

بادشاہ نے سوچ کر فرمایا کہ اے نشاط تو گردن زدنی ہے۔

نشاط۔ خداوند نعمت اس کا سبب معلوم ہونا چاہئے۔

شاہ۔ تو نے ہم سے یا خلعت مانگی ہے۔ یا

وشاق طلب کی ہے۔ کیا ہم اس قدر کم ہمت ہیں کہ تجھ کو دونوں چیزیں نہیں بخش سکتے۔

نشاط۔ سرکار گستاخی معاف۔ حضور ایک نقطہ نہیں بخش سکتے خلعت و وشاق کیا بخشینگے

شاہ۔ تیرا کیا مطلب ہے۔

نشاط۔ دوسرے مصرعہ میں نقطہ باکا ایک نقطہ مجھے بخش دیا جاوے تا میری جان بخشی ہو۔ میں خلعت و وشاق سے باز آیا۔

(باکا ایک نقطہ ہٹا دینے سے یارہ جاتا ہے پس شعر یوں ہوا؎

خلعتم دہ کہ در برم گیرم
یادشاقے کہ در برم گیرد)

بادشاہ اس لطیفے سے بہت خوش ہوا اور نشاط کو بہت کچھ عطا کیا۔

نصیر از کرنال

الٰہی بخشش

جب ہم کمزور ہو رہے تھے مسیح عین وقت پر گنہگاروں کے لئے مؤا۔ رومیوں ۵: ۶۔ یہ کیا ہی تسلی بخش کلام ہے۔ جس سے ہمارے دل میں تقویت اور ہماری کمزوری میں ہم کو مدد ملتی ہے۔ اور یہ خداوند کی بخشش ہے جو ہم کمزوروں پر رحم کی نظر سے عنایت ہوئی۔ آیت الصدر ہمارے ایمان و امید کی تکیہ ہے۔ بشرطیکہ ہم دل میں جگہ دے کر عمل کرنے والے ہوں۔ آیت مذکورہ عیاں کرتی ہے کہ جب ہم کمزور لاچار مردہ سا ہو رہے تھے اور ہم کو نجات پانے کی کچھ بھی امید نہ تھی۔ تب مسیح عین وقت پر گنہگاروں کے لئے مؤا۔ یہاں اُس کی لامحدود محبت کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ کہ خداوند خدا نے کس قدر انتہائی محبت سے ہم کو پیار کیا۔ یعنے جبکہ ہماری سیہ کاری کی حالت خراب و خستہ بلکہ بد سے بدتر ہو رہی تھی حتّٰی کہ ہم خطاؤں و گناہوں میں مبتلا ہو کر ایسے کمزور و نیم جاں ہو رہے تھے۔ جس سے نکلنا نہایت دشوار تھا۔ تب مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مؤا۔ یہ کیا ہی اُس کی شاندار لاثانی محبت ہے۔ جس پر سنجیدگی سے غور کرنے سے ہمارے دل کے دروازے کے بند تالے خود بخود کھُل جاتے ہیں اور روح القدس کی نور افشانی سے ہمارے دل منور ہو کر اندرونی حالت دیکھتے ہوئے بے قرار و مضطرب ہو کر خدائے غفور الرحیم کی طرف رجوع لاتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اگر لوہا پارس سے چھو جاوے تو وہ سونا ہو جاتا ہے۔ پس خداوند مسیح کو ایمان کے ہاتھ سے چھونے اور اُس پر صدق دل سے بھروسہ کرنے اور اُس کی سچائی کو دل میں مضبوطی سے جگہ دینے سے ہماری بگڑی ہوئی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ وہ اعلیٰ روحانی پارس ہے جس کے چھو جانے سے ہماری روحوں کو تاباں و درخشاں بنا دیتا ہے۔ علاوہ بریں رومیوں ۳: ۱۰ میں آیا ہے۔ یعنے انسان میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ سب کے سب گناہوں کے ماتحت ہیں۔ کوئی راستباز نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ کوئی خدا کا طالب نہیں۔ پس مسیح کسی انسانی خوبی و راستبازی کے لئے نہیں مؤا بلکہ ہمارے گناہوں کے لئے مؤا درا صل ہم نالائق کمینہ لاچار و کمزور موت کی تاریکی میں پڑے ہوئے نا امیدی و مایوسی کی دلدل میں مضطر گناہ کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ تب وہ ہم کو مخلصی دینے کے لئے پدر کی گود سے جلا وطنی اختیار کی۔ کیونکہ اُس نے دل سے ہم کو پیار کیا اور ہمارے گناہوں کے لئے عین وقت پر مؤا۔ یہ کہ مسیح اپنی اعلےٰ محبت کے سبب گنہگاروں کے لئے اپنی جان دیدی۔ اگر ہم اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں کہ ہم کیسے کم بخت گنہگار بیکس و لاچار ہیں تو مسیح کو صلیب پر دیکھیں جو ہمارے گناہوں کے لئے مؤا۔ لہٰذا نہایت ضروری و لابدی امر ہے کہ ہم علیحدہ بیٹھ کر چند منٹ اُس کی شاندار محبت پر غور و فکر سے دھیان کریں کہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے مسیح عین وقت پر مؤا۔ تو ہمارے دل پاش پاش ہو جاتے ہیں چنانچہ انجیلوں میں خداوند کے دُکھوں و مصیبتوں کا نظارہ عجیب حیرت افزا معلوم ہوتا ہے۔ جو اُس نے اپنے دشمنوں کے لئے سہا۔ بلکہ مسیح کی موت کا حال غور سے پڑھنے اور اُس پر توجہ کرنے سے ہمارے دل سنگین سے سنگین موم کی طرح پگھل جاتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کی الٰہی قربانی کا راز جب ہماری سمجھ میں آجاتا ہے تو ہم ضرور بالضرور حیرت کے ساتھ پکار اُٹھتے ہیں کہ میں نے آج تک ایسے رحیم خداوند کی جو اُلفت و محبت سے پُر ہے۔ اُس کی مخالفت کی ہے اور کرتے رہتے ہیں۔ جو عین وقت پر ہمارے گناہوں کے لئے مؤا۔ درحالیکہ مسیح کے صلیب پر غور کرنے اور اُس پر اسے دیکھنے سے ہم کو فوراً توبہ کا سچا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رُوح پاک ہمارے دل کو خداوند مصلوب کی طرف پھیر کر گناہ سے باز رکھتا ہے اور ہمیں توبہ کی توفیق بخشتا ہے۔ فی الحقیقت صلیب وہ چٹان ہے جس سے آبِ حیات کا چشمہ جاری ہے۔ تاکہ بھوکی و پیاسی رُوح آسودہ ہو کر الٰہی بخشش کی حمد و ثنا میں مصروف رہے۔

خداوند مسیح کا فرمان ہے کہ میرے سوا تم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ آیت ہم کو بار بار یاد دلاتی ہے کہ مسیح عین وقت پر گنہگاروں کے لئے مؤا۔ جب گنہگار انسان خدا کی کمال مہربانی و دریادلی کو پہچان لیتے ہیں تو معہ گریہ و زاری کے درگاہ

ایڑی دی میں سربسجود ہو کر سچی توبہ سے مغفرت کے خواستگار ہوں مسیح مصلوب کے فیض سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ واجب فرض ہے کہ ہم اپنے خیال اندرونی نظر خداوند مصلوب پر جائے رکھیں۔ بشرطیکہ پورا ایمان و امید اُس پر ہو جیسے وہ بیمار عورت مجمع کثیر کے باعث مسیح کے پاس پہنچ نہیں سکتی تھی۔ مگر اُس نے ایمان و امید سے اپنا ہاتھ بڑھا کر خداوند کی پوشاک کا دامن چھُوا۔ فوراً چنگی ہو گئی۔ گو کہ ہم بھی ہر ایک قسم کی بری و گناہ و کفر کی بیماری سے مجرم ہیں۔ اگر ہم اپنے خیالات درستی پورے طور سے اس کے حوالہ کردیں تو وہ ہم گنہگاروں کے بچانے میں وفادار ہے۔ کیونکہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے مسیح عین وقت پر مُوا۔ اغلب ہے کہ بہت سے لوگ مسیح کے بارے میں جانتے ہیں۔ بلکہ اُس کی نسبت بہت کچھ جانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ نہ تو مسیح کو جانتے ہیں اور نہ اُس کو پہچانتے ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر گناہ کرے اور ابدی زندگی پانے کی اُمید رکھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ مستوجب عذاب قہر الٰہی ہوگا۔ تاہم گناہ پر غالب آنے کے لئے آیت مذکورہ کافی ووافی ہے۔ بشرطیکہ ہم اپنے دل میں جگہ دیں۔ یعنے جب کمزور ہو رہے تھے مسیح عین وقت پر ہمارے گناہوں کے لئے مُوا۔ اگر ہماری ضمیر اس فتوے کو دل سے قبول کرلیتی ہے تو اسی میں ہماری نجات و ابدی سلامتی و سعادت مندی و اقبالمندی ہے۔ پس چاہئے کہ پورا یقین و امید مسیح پر رکھتے ہوئے اُس کی ذات خاص پر بھروسہ رکھیں کہ مسیح میرے گناہوں کے لئے مُوا تو میں غایت درجہ کم بخت گنہگار ہوں۔ اب اور کوئی چارہ نہیں بجز اس امید کے۔ یعنے اپنی دلی فریاد خداوند کے حضور دلسوزی سے پیش کرتے رہیں تو آئندہ گناہ کے قابو سے بچ کر اس کے فضل میں شامل ہو کر اُس میں پیوند ہو جاتے ہیں۔ تب وہ ہم کو ہر ایک گناہ سے بچا کر ہماری دستگیری کرتا رہتا ہے "تاکہ ہم گناہ پر غالب آویں۔ لہٰذا لازم ہے کہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہو کر خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنی زندگی اُس کی خدمت و محبت میں جانفشانی سے نثار کردیں۔ تب ہماری زندگی کامیابی کی خداوند کے روبرو سرخروئی وشادمانی حاصل کریگی۔ خدایا ہم سب کو ہمت و توفیق ہدایت فرما اور روح سے معمور کر کے اپنی مرضی پوری کرا۔ کہ جو کچھ کام کریں تیری مرضی کے موافق رب المسیح کے جلال و بزرگی کے لئے ہو۔ کاشکہ کلیسیا تیرے ہی فضل میں ترقی کرکے دن بدن آسمانی و نورانی بنتی جاوے۔ آمین۔

راقم۔ پرتھوی لال۔ از جلالپور
ضلع فیض آباد۔

الوداعی ٹی پارٹی اور سپاسنامے

(۱) پشاور ۱۳ اپریل ۱۹۲۵ء ہمارے بزرگوار پادری سمسون خاں صاحب پورے تین برس ہیڈ انچارج گرجا سی۔ ایم۔ ایس شہر پشاور رہے ہیں۔ چونکہ پادری صاحب نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ خداوند مسیح کی پاک خوشخبری پہنچانے کے لئے مفت کام کروں۔ بایں جناب نے تھوڑا عرصہ ہوا کہ استعفےٰ دیا جو کہ منظور ہو گیا ہے۔ اور ۳۱ مارچ ۱۹۲۵ء کو پادری صاحب نے چارج وغیرہ دیدیا ہے۔

(۲) پادری صاحب نہایت ہی خوش خلق۔ مہربان مزاج اور اخلاق حمیدہ رکھتے اور ملنسار ہیں اور پادری صاحب نے اس عرصہ قلیل میں جو خدمات کیں اور ہردلعزیزی پیدا کی ہو اُس سے آج پشاور کی کلیسیا کا بچہ بچہ اُن کی محبت کا گرویدہ ہے۔

(۳) یکم اپریل ۱۹۲۵ء جناب پادری صاحب کو الوداعی پارٹی دینے پر چرچ کمپاونڈ میں دو بڑے بڑے دروازے بنائے گئے اور اُس کے دونوں طرف پھولوں کے گملے اور پام وغیرہ باترتیب رکھے گئے اور تمام چرچ کمپاونڈ میں جھنڈیاں ہی جھنڈیاں لگائی گئیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی بادشاہ کی آمد ہے۔

(۴) چار بجے شام تمام بھائی جمع ہو گئے تھے اول ہی اول چند ایک زبور بزبان پنجابی چمٹا اور ڈھولک کے ساتھ خدا کی حمد و ستائش میں گائے گئے۔ کہ جس سے ایک سماں بندھ گیا اور چونکہ گرجا مقدس برلب سڑک کوہاٹی دروازہ واقع ہے آواز سن کر اس قدر مخلوق جمع ہو گئی کہ تمام چرچ کمپاونڈ کچھا کھچ بھر گیا۔

(۵) پھر دعا ہوئی۔ اور پادری صاحب اور اُنکی اہلیہ اور دختر نیک کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ بعد میں چاء۔ رنگا رنگ مٹھائی کے ساتھ تقسیم ہوئی۔ پھر خدا کی حمد و تعریف میں ایک زبور بزبان پنجابی چمٹا اور ڈھولک کے ساتھ گایا گیا۔ اس کے بعد فیرویل ایڈریس سنہری از ممبران کانگریگیشن پشاور جو کہ نہایت ہی ایک اعلےٰ درجہ کے سنہری فریم میں لگایا ہوا تھا کہ جس کو ماسٹر صادق مسیح صاحب نے پڑھ کر سنایا اور اُس کا ترجمہ ماسٹر ڈبلیو ایس دلمیس نے اُردو میں سُنایا۔ پادری صاحب کی خدمت میں جو کہ واقعی پادری صاحب کی شان کے لائق تھا معہ ایک انگشتری طلائی پیش کیا گیا۔ اس کے بعد ماسٹر غلام حسن غوری نے سپاسنامہ جو کہ صرف اُن ہی کی طرف سے ہے پڑھکر سُنایا۔

اور ایک غزل جس میں اُنہوں نے پادری صاحب کے خیالات نظم کئے ہوئے تھے بآواز بلند راگ کے ساتھ گا کر سُنائی۔

پھر مسٹر ایم۔ ایم پیر جان نے اپنی طرف سے سپاسنامہ پڑھا اور ایک غزل ماسٹر صادق مسیح نے تحتہ اللفظ جو کہ پادری صاحب کی فرقت میں سنائی تو یوں ہی معلوم ہوتا تھا کہ ٹی پارٹی نہیں۔ ایک نورانی میلہ ہے۔

بعد ازاں پادری صاحب اور ان کے اہل و عیال کی تصویر معہ دیگر حاضرین لی گئی اور ½ ۶ بجے شام دعا کے ساتھ یہ معاملہ ختم ہوا۔

پھر رات ۱۰ بجے کی گاڑی ریلوے اسٹیشن چھاؤنی پشاور پادری صاحب کو الوداع کہنے کی غرض سے تقریباً ایک سو مسیحی بھائی اور دیگر کئی ہندو مسلمان شرفا اکٹھے ہو گئے اور تاوقتیکہ گاڑی روانہ نہ ہو گئی پادری صاحب کو نہ چھوڑا۔ اغلباً یہ پہلا موقع ہے کہ ایک پادری صاحب اور خاصکر ایک ہندوستانی پادری صاحب کو خدا کے فضل سے یہ عزت نصیب ہوئی۔ خدا کرے کہ ہمارے بزرگ پادری صاحبان کی عزت افزائی میں یوں ہی ہوا کرے اور واقعی پادری صاحبان یہ کیا اس سے بھی بڑھکر عزت کے لائق ہیں۔ جبکہ خداوند مسیح کی طرف سے وہ رسول عہدہ رکھتے ہیں۔

نیازمند۔ چوہدری مولا بخش ممبر کلیسیا
بجوڑی دروازہ۔ شہر پشاور۔

دنیا کے گرد چکر لگانیوالے سکاؤٹس لاہور میں

دو سکاؤٹس جو بائیسکلوں پر دنیا کے گرد چکر لگا رہے ہیں ۴ اپریل کو لاہور میں آئے اور سکاؤٹس ریلی میں شریک ہوئے۔ ان میں سے ایک اٹلی کا اور دوسرا امریکن سکاؤٹس تھا۔ دونوں دوسرے دن اپنے سفر پر روانہ ہو گئے +

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مسٹر نہال سنگھ صاحب مترجم رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مذہبی علماء کی نسبت ایک اصول قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

الغرض زمانہ حال کے عالموں کی مختلف رائیوں کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ جب تواریخی معاملہ ہی میں اُن کے درمیان اس قدر اختلاف ہے تو پھر اُن کی باقی رائیں بھی کیا وقعت رکھ سکتی ہیں۔ اس اختلاف رائے سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ انجیل پر دیانت اور سچائی کو تصدق کر دینا اُن (عیسائیوں) کا دین وایمان ہے۔ اس موقع پر سوامی دیانند سرسوتی جی کے مندرجہ ذیل الفاظ موزوں آتے ہیں:۔

"جس ایک ایک کے برخلاف نو نو سو نتانوے شہادتیں دیتے ہیں تو وہ ہزار کے ہزار جھوٹے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی سچا نہیں ہو سکتا۔ سچی وہی بات ہے جو ایک ہو اور ہمیشہ یکساں رہے۔" (منقول از جیون چرتر سوامی دیانند سرسوتی) پس سوامی جی کی مذکرہ بالا دلیل کے مطابق یہ ایک سب نامعتبر اور ناقابل یقین"۔ (دیباچہ مترجم رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ)

اگر

آریوں کے گرو کا یہ اصول کہ "سچی وہی بات ہے جو ایک ہو اور ہمیشہ یکساں رہے"۔ آریوں کی نظروں میں کچھ وقعت رکھتی ہے تو آج ہم اسی اصول پر اُن کی سچائی کو آزماتے ہیں۔ اور گر ان میں بھی صریح تواریخی واقعات کی نسبت اختلاف رائے ہوا تو انہی کا فتوےٰ ان پر صادر کرنے میں ہم کسی طرح قصوروار نہ ہونگے۔ ہم نے سُنا ہے کہ آریوں کا آجکل یہ لائحہ عمل ہے کہ وہ جتنا جی چاہے دوسرے مذاہب اور ان کے بزرگوں کو جی کھول کر کوس لیں مگر اُن کے مذہب پر جائز اعتراض کا بھی وہ جواب نہیں دیتے۔ بلکہ اس جائز اعتراض کے بالمقابل وہ پھر دوسرے مذہب پر تعصب بھرے الفاظ بے نقط سنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم اس امر کی صداقت کے بہت سے ثبوت بھی رکھتے ہیں۔ مگر جب تک کوئی اپنی عدم واقفیت کا ثبوت دیکر ہم پر اعتراض نہیں کریگا۔ ہم ان شہادتوں کو ظاہر نہ کرینگے۔

اب ان کے قائم کردہ اصول پر

ہر چند تواریخی واقعات کی نسبت اُن کے بیانات کو مد نظر رکھ کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ اُن کا ہم مسیحیوں پر یہ الزام لگانا کہ ہم نے ویدوں کے غلط ترجمے کئے اور آریہ بزرگوں کی نسبت ہتک آمیز بیانات لکھکر شائع کر دیئے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر یہ الزام سچا ہوتا تو خود اُن کے بھائی ہی اُن کی منہ توڑ تردید نہ کرتے۔ لیجئے آریہ گزٹ کا ہی ایک مضمون سُنئے۔ جو ۲۱ اگست کے ایشو میں درج ہو چکا ہے۔

ہمارے اپنے ہی بھائیوں نے کوئی کم غضب نہیں ڈھایا۔ ہر سال دسہرہ پر ہزاروں اور لاکھوں روپے تمام بھارت ورش میں صرف کئے جاتے ہیں۔ صرف اسی واسطے کہ ہمارے بزرگوں کی یاد تازہ رہے۔ اور وہ یاد کیسی کہ اُن میں کسی کا گدھے کا سر تھا۔ کئی ان میں سے بندر تھے۔ کئی چھ ماہ تک سوتے ہی رہتے تھے۔ یہ غلطی صرف غیروں ہی پر محدود رہتی تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ کیونکہ اس حالت میں ہم کہہ سکتے تھے کہ اُن کی یہ رائے غلط واقفیت پر مبنی ہے۔ لیکن اس حالت میں کیا کیا جائے۔ جبکہ ہمارے گھر کے بھید جاننے والے ہمارے بھائی خود ہی ان بزرگوں کو ایسے بھیانک روپ میں

پیش کرتے ہیں۔

اپنے ہی دیپک سے گھر کو آگ لگ جاتی ہے گھر ہی کا راز دان لنکا برباد کرتا ہے۔ اپنے ہی من کے بڑے سنکلپ آتما کا ناش کرتے ہیں، حیرانی تو اس بات کی ہے کہ آریہ سماج نے اس بارہ میں کوئی خاص کوشش نہیں کی کہ دسہرہ کے موقع پر ایسے سوانگ نہ رچے جائیں اور ہمارے بزرگوں کو اس طرح پبلک میں نہ نچایا جائے۔ پوراتک بھائی اب تو یہ کہنے لگے ہیں کہ راون کے دس منہ انسان کے اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ وہ چھ شاستروں اور چار ویدوں کے جاننے والا تھا اور گدھے کا منہ اس لئے کہ وہ کام دیو کے وش میں آکر بعض دفعہ اتیا چار کر بیٹھتا تھا۔ مگر درستو یہ انتکار تو گنے چنے پڑھے لکھے آدمیوں کے واسطے ہیں باقی عوام الناس کے دلوں میں تو ے فیصدی یہی یقین ہے کہ واقعی راون کے گیارہ ہی سر تھے۔

دوسری بات جو آشچریہ کی ہے وہ یہ ہے کہ ہنومان اور اُن کی سیتا کو بندر بنا کر ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اپنے بزرگوں کی اس پرکار توہین کرتے ہوئے ہمارے پوراتک بھائیوں کی رگِ حمیت جوش میں نہیں آتی۔ وہ یوگی راج کرشن کو

ماکھن چرانیوالا اور گئی سو گوپیوں والا

بتاتے ہیں۔ وغیرہ۔ ۔ ۔ ۔ آریہ سماجی بھائیوں کو خصوصاً اور تمام ہندو بھائیوں کو عموماً لازم ہے کہ ہر ممکن وسائل سے کوشش کی جائے کہ اس تاریک پردہ کو۔ ۔ ۔ دور کیا جائے۔ الخ صفحہ ۱۳ و ۱۴

آریہ گزٹ کے نامہ نگار کو شکایت ہے کہ ہمارے گھر کے بھیدی ہی ہمیں برباد کر رہے ہیں۔ غیروں پر تو آسانی سے الزام لگایا جا سکتا تھا کہ وہ ناواقفیت سے ہمارے بزرگوں کی ہتک کرتے ہیں۔ مگر اپنے راز دان بھائیوں کی نسبت کیا کہا جائے۔ جو کرشن کو مکھن چرانے اور گئی سو گوپیوں والا کہتے ہیں۔ بےچارہ نامہ نگار عجب دکھ میں ہے کہ آجکل کی تہذیب میں ہمارے قدیم دھرم کی کوئی قدر نہیں تو وہ چاہتا ہے کہ سناتن دھرم والوں کی تمام تحاریر و تصانیف مذہبی کو جن میں بزرگوں کی نسبت ایسے بیانات درج ہیں دنیا کی نظروں سے غائب کر دیا جائے اور تاویلات بنا کر ان بانیوں کی حقیقت پر جس قدر ہو سکے پردہ ڈال دیا جاوے۔ تاکہ لوگ آرین تہذیب قدیمہ پر تمخول نہ اُڑائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سناتن دھرم کے شیدائیوں میں ایک بھی حوالہ نامہ نگار مذکور نے پیش نہیں کیا۔ اور کیا اس واسطے نہیں کہ اُس کے پاس تردید کی گنجائش ہی نہ تھی۔ صرف بُرا بھلا کہہ کر وہ ان کو اُن کی دھارمک پستکوں کی تعلیمات سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہئیے کہ بلا دلیل بات کی آجکل خاک بھی عزت نہیں ہوتی اگر وہ سناتنیوں کو غلط سمجھتا ہے تو اُسے دلائل و حوالجات تواریخی کی بنا پر اتنے طویل و عریض دعاوی پیش کرنے تھے۔ اُمید ہے کہ آریہ گزٹ ان تواریخی معاملات میں اپنے بھائیوں سے کوئی مخالفانہ رائے قائم نہ کریگا کیونکہ جب تواریخی معاملہ ہی میں ان کے درمیان اس قدر اختلاف ہے تو پھر اُن کی باقی رائیں بھی کیا وقعت رکھ سکتی ہیں؟

بہرحال یہ امر تو طے ہو چکا ہے کہ مسیحیوں نے کوئی بھی تواریخی واقعہ غلط صورت میں پیش نہیں کیا۔ بلکہ اُن کے ساتھ تو سناتنی ہندوؤں کی تائید و تائید مزید ہے۔ مگر آریوں کے بیانات اور تاویلات کی تائید اہلِ ہنود نہیں کرتے۔ بتاؤ اس صورت میں سچا کون ہوا؟

خان

باباجی کا تھیلا

جنگ کی خانہ بربادی۔ گذشتہ جنگ یورپ میں ملک بلجیم میں ۸۰۰۰۰ گھر کم و بیش بالکل مسمار ہو منہدم ہو گئے اور ۲۲۰۰۰ ناقابلِ رہائش۔ اب ۱۳۰۸۳ گھروں کی تعمیر جدید۔ مرمت اور ترمیم عمل میں آگئی ہے۔

جنگ کے بہی کھاتے۔ فرانس کے پاس جنگ کے کاغذات حسابات کا ایک پہاڑ جمع پڑا ہوا ہے۔ اگر الماریوں کو جن میں وہ کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔ پہلو بہ پہلو رکھا جائے تو ایک ہزار میل لمبی قطار بن جائے۔ ان کاغذات و گوشوارہ جات کی جانچ پڑتال کے لئے ایک خاص کمیٹی اس لئے بڑی سرعت سے کام کر رہی ہے کہ جو بے کار کاغذات کو کاٹ کر تباہ کرنے میں مشغول ہیں۔ (دیکھیں کون پہلے ختم کرتا ہے۔)

چکنے چھاتے۔ ممالک متحدہ میں اکثر دوکانیں آجکل نہایت سستی ارزاں قسم کے کاغذی چھاتے فروخت کر رہی ہیں۔ جنکی بالائی جانب روغنی ہوتی ہے۔ یہ چھاتے بارش میں نہایت مفید و کارآمد ثابت ہو رہے ہیں۔

پیٹ میں کئی زمینیں جسم میں خرد و کلاں رگوں کے علاوہ باریک ترین شریانوں کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے۔ جنکی طوالت کا اب تک کسی کو علم نہ ہوا تھا۔ کوپن ہیگن کا ایک ڈاکٹر عرصہ دراز سے ان کا مطالعہ کرنے کے بعد بیان کرتا ہے۔ کہ اوسطاً ایک آدمی کے جسم میں یہ نادیدنی شریانیں اس قدر موجود ہوتی ہیں کہ اگر ان کو سیدھا میں رکھا جائے۔ تو زمین کے گرد $2\frac{1}{2}$ بار لپٹ سکتی ہیں یعنی ان کی طوالت ۰۰۰ ۲۵ میل ہے۔ افسوس کہ

اڑھائی زمینوں کو کھا کر بھی ہم سیر نہیں ہوئے۔)

کتاب مقدس گائے کے پیٹ میں۔ ملک ابی سینیا واقعہ افریقہ کے لوگ کوئی دین نہیں رکھتے۔ حال ہی میں ایک سیاح کو یہ دریافت وہاں کے ایک آدمی نے بتایا کہ ہم میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے۔ اُس نے ایک کتاب لکھی تھی جس پر ہماری قوم عمل کرتی تھی۔ اس کتاب کو اتفاقاً ایک گائے کھا گئی جس کی وجہ سے اب تک وہم کے طور پر یہ رواج پڑا ہوا ہے کہ گائے کی فروخت پر خریدار سے وعدہ لیا جاتا ہے کہ جب کبھی اس گائے کو ذبح کرو تو اُس کا پیٹ چاک کر کے کتاب کو دیکھنا (جب گائے کے پیٹ میں کتاب مقدس ہو تو کیوں اُسے بھی مقدس نہ مانا جائے۔)

گھاس اور وقت۔ زمانہ قدیم میں غاروں میں رہنے والے گھاس کی لمبی رسی لیکر اس میں برابر فاصلے پر گرہیں دے لیتے۔ پھر ایک سرے میں آگ لگا دیتے اور جلی ہوئی گرہوں کے حساب سے دن کا وقت گنتے تھے۔

سب سے پہلا کلاک۔ کئی صدیوں کے بعد لوگ موم بتی سے وقت کا اندازہ لگاتے تھے۔ تیرھویں صدی میں پہلا کلاک بنایا گیا۔ جو صرف گھنٹے بجاتا تھا۔ اس کے ۳۰۰ سال بعد پہلی گھڑی تیار ہوئی۔ اُس کی چوڑائی ایک بڑے مجمع کے برابر تھی۔ دن میں ایک گھنٹہ کا فرق دیتی تھی۔ اور امریکہ میں ۱۵۰۰ ڈالر یعنی قریباً ۴½ ہزار روپیہ میں فروخت ہوئی۔

پہلا سپرنگ۔ پھر کئی پُشتیں گذر گئیں۔ آخر ایک گھڑی تیار ہوئی۔ جس کا سپرنگ سوئر کے بال سے بنایا گیا۔ آج بھی وہ سپرنگ اس قدر باریک ہے کہ بال سے کسی صورت میں موٹا نہیں۔

سپرنگ کی بناوٹ۔ اسے بنانے کی ترکیب یوں ہے کہ فولادی تار کو ہیرے کے سوراخ میں سے گذارتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ مکڑی کے جالے کی مانند باریک ہوجاتی ہے۔ اس تار کے لئے آدھ سیر فولاد کی قیمت ۵ یا ۶ ڈالر ہوتی ہے۔ اس سے ۸ میل لمبی بال کمانی تیار ہوتی ہے جو ۶۲۰۰۰ ڈالر میں بکتی ہے۔

گھڑی کے پرزے۔ ۲۱۱ پرزوں والی گھڑی تیار کرنے کے لئے ۳۰۰۰ عمل کرنے پڑتے ہیں۔ ان ۲۱۱ پرزوں کا ایک تہائی حصہ پیچ ہوتے ہیں۔ ان پیچوں میں سے اس قدر بعض پیچ چھوٹے ہیں کہ ۱۵ لاکھ کا وزن نصف سیر سے زائد نہیں ہوتا۔

گھڑی کی جان۔ گھڑی کی تمام قوت بڑے سپرنگ میں جمع ہوتی ہے جو ۲ فٹ طویل ہوتا ہے۔ یہ سپرنگ ٹوٹ جائے تو گھڑی فوراً کھڑی ہو جائیگی۔ مگر اُس کے ٹوٹنے کا باعث اب تک معلوم نہیں ہو سکا۔ بلکہ بہترین سپرنگ جلد شکستہ ہو جاتے ہیں اور نسبتاً ڈھیلے سپرنگ جو وقت درست نہ رکھیں غالباً قیامت تک بھی نہیں ٹوٹتے

گھڑی اور وہم۔ گھڑی کے متعلق بھی عجیب قسم کے توہمات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سوئیوں کو اُلٹا نہ پھرانا چاہئے۔ یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ اُلٹا پھرانا صرف گھنٹہ بجانے والی گھڑی کے لئے مضر ہے۔

ولائتی دہاتی۔ سوئٹزرلینڈ جو گھڑیوں کی ساخت کے لئے تمام دنیا میں مشہور ہے۔ ابتدا میں وہاں گھڑیوں کے پرزے لوگ گھروں میں بناتے تھے اور کارخانے اُن کو جمع کر کے گھڑیوں میں لگا کر باہر بھیجتے تھے۔

اڈیٹر خیز ضلع۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے اُردو جرائد کے اڈیٹروں کی سب سے بڑی تعداد گوجرانوالہ کے ضلع میں سے ہے۔ اب تک کوئی اور ضلع اس قدر اُردو صحیفہ نگار پیدا نہیں کر سکا۔

بلیو بلیک سیاہی۔ پرشن بلو ۳ حصہ۔ الکلیز ایسڈ ایک حصہ۔ پانی ۳۰ حصہ۔ تمام اجزا کو حل کریں تو بلیو بلیک تیار ہوگی۔

طیور کا فائدہ۔ اگر تمام دنیا کے پرندے ہلاک ہو جائیں تو حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے کثرت سے پیدا ہو کر کھیتیاں اور پھل صاف کر دیں اور انسان بھی دس سال کے اندر ختم ہو جائیں۔

فن تعلیم سکھانے کے لئے امریکہ میں جس قدر مدارس قائم ہیں اُن کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مدارس ابتدائیہ کے لئے جس قدر مدرسوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اُن میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یعنی ۱۹۲۰ء میں ۱۹۱۱۰ مرد اور ۱۱۶۳۰۸ عورتیں ان میں زیر تعلیم تھیں۔ گویا ۸۶ فیصدی عورتیں ہیں اور ۱۴ فی صدی مرد۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں ابتدائی تعلیم کا انحصار زیادہ عورتوں پر ہے

خان

دولہن کا دولہا کو بیاہ لے جانے کا رواج بیان کیا جاتا ہے کہ جنوبی امریکہ میں ایک قوم میں استری کو بیاہ کر مرد اپنے گھر میں نہیں لے آتا۔ بلکہ اس کے برخلاف استری شادی کر کے مرد کو اپنے گھر لے جاتی ہے۔ اس قوم میں مرد کا ملکیت پر کوئی حق نہیں ہوتا بلکہ استری کا ہوتا ہے۔ اور اگر کسی مرد کی استری مرجائے اور مرد دوبارہ شادی کرنا چاہے اور اُس کی سالی موجود ہو۔ تب اس کی سالی اُسے بیاہ لیتی ہے۔

بڑی عمر کی دلہن اور چھوٹی عمر کا دُلہا افریقہ کے گولڈ کوسٹ پر یہ دستور ہے کہ شادی کرنے والے مرد کی عمر چھوٹی ہو

اور استری کی عمر بڑی ہو تو وہاں برات بھی لڑکی والے ہی لے جاتے ہیں اور لڑکی مرد کے ساتھ شادی کر کے اُسے اپنے گھر میں لے جاتی ہے اور چالیس دن کے بعد وہ اپنا علیحدہ گھر بناتے ہیں۔ اور ملکیت پر پہلے استری کا پیچھے مرد کا حق ہوتا ہے

(آریہ گزٹ)

ریلگاڑیوں میں ٹیلیفون - بقول ہمعصر ہمدم ہندوستان کے اکثر شہروں میں ابھی ٹیلیفون کا سلسلہ قائم نہیں ہوا ہے۔ لیکن اہل جرمنی اب ریلگاڑیوں میں اس کو رائج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کے ابتدائی تجربات قابل اطمینان کامیابی کے ساتھ کئے جا چکے ہیں۔ تجربات کے آخری مراحل کامیابی سے طے ہونے کے بعد برلن و ہیمبرگ کے درمیان آمدورفت کرنے والی تھرڈ ٹرینوں میں ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کیا جائیگا جس کے ذریعہ سے مسافر اثنائے سفر میں ہر حصہ جرمنی کے رہنے والوں سے جن کے ہاں ٹیلیفون لگا ہوگا۔ بات چیت کر سکینگے۔ اور مزید براں اُن دوسری ٹرینوں کے مسافروں سے ہمکلام ہو سکینگے۔ جن میں ٹیلیفون کے آلات لگے ہوں۔ جرمنی کے مختلف مقامات میں رہنے والے اشخاص بھی بوقت ضرورت اُن ٹرینوں کے مسافروں سے ٹیلیفون پر گفتگو کرنے کا موقع پائینگے۔ اور جن جہازوں میں لاسلکی طریقۂ خبر رسانی کے آلات قائم ہونگے۔ اُن کے مسافروں کو بھی ہیمبرگ کی بندرگاہ سے پیام سے بھجوا سکینگے۔ اس طرح کوئی شخص بحالت سفر اپنے اعزہ و احباب سے بے خبر نہ رہیگا۔ اور ہر مقام پر اپنی ضروریات کا انتظام کرا سکیگا۔ لیکن دوسری طرف سائنس کی اُن ترقیوں سے معاشرت روز بروز گراں ہوتی جاتی ہے اور حصولِ زر کی خواہش لوگوں کو اُن محاسنِ اخلاق سے محروم کرتی جاتی ہے جو انسانیت کے لئے مایۂ ناز سمجھے جاتے ہیں۔

(وکیل)

لندن ۹ - اپریل - اخبار ڈیلی ٹیلیگراف قمطراز ہے کہ گمان غالب ہے کہ جلد ہی لارڈ ایلین بی اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جائینگے اور امید کی جاتی ہے کہ سر جارج لائڈ آپ کے جانشین ہونگے۔

لندن ۹ - اپریل - رویٹر کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کو ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی کہ لارڈ ایلینبی جلد مستعفی ہونا چاہتے ہیں۔ اس واسطے جب تک اُسے یہ اطلاع موصول نہو۔ یہ اس معاملہ پر بحث کرنے کا حق نہیں سمجھتی کہ لارڈ ایلینبی کا جانشین کسے بنایا جائے۔ (بندے ماترم)

لندن ۱۰ - اپریل - آج فرانسیسی چیمبر میں بڑے انکشافات ہوئے۔ معلوم ہوا کہ بنک آف فرانس نے خفیہ طور پر بنکوں سے قرضہ لیا ہے اور جان بوجھ کر گورنمنٹ نے بنکس کے غلط بیلنس شیٹ شائع کئے ہیں۔ ایک موقع پر تو ڈر تھا کہ وزارت مستعفی ہو جائیگی۔ لیکن موسیو ہیر یوٹ نے حالات کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالات بڑے کشیدہ ہیں۔ (رر)

دمشق ۹ - اپریل - کل علی الصبح لارڈ بلفور یہاں پہنچ گئے۔ آپ کے ہوٹل کے باہر عوام نے ایک عظیم مظاہرہ کیا۔ جن پر دوڑ کر لارڈ موصوف کے کمرہ میں گیا اور اُس نے روشنی نے روشنی بجھا دی اور شٹر بند کر دیئے۔ عوام نے برآمدہ میں پتھر پھینکے جس سے ایک شخص کو چوٹ آئی۔ اس کے بعد پولیس نے ہجوم کو ایک طرف میدان میں دھکیل دیا۔ جہاں آتشین تقریریں کی گئیں۔ کئی اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں پولیس والے لارڈ موصوف کے ہوٹل کے گرد پہرہ دے رہے ہیں (رر)

قسطنطنیہ ۹ - اپریل - اسمبلی میں عصمت پاشا نے بیان کیا کہ بغاوت کردستان اخبارات کی رپورٹوں سے زیادہ سنجیدہ ہے۔ باغیوں نے ملاشسیا۔ اڑدن اور ملازگرڈ جیسے مقامات پر حملے کئے ہیں جو ایک دوسرے سے دور دراز واقع ہیں۔ حالت بڑی خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ اور امکان ہے کہ یہ بہت وسعت اختیار کریگی۔ لیکن گورنمنٹ کی فوری فوجی تدابیر مؤثر ثابت ہو رہی ہیں۔ شدید جنگ کے بعد باغی پہاڑوں کی طرف پسپا ہو گئے ہیں۔ باغیوں کی جدوجہد ابھی تک جاری ہے۔ اور دوسری کئی وجوہات سے مکمل جنگی تیاری کی ضرورت ہے۔ (رر)

روس کی آمدہ خبریں مظہر ہیں کہ محکمہ جنگ نے لال کرتی کے ۷۰ ڈویژن تیار کئے ہیں۔ ہر ڈویژن کو چار ٹینک اور چار ہوائی جہاز مہیا کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہالینڈ۔ سپین اور اٹلی سے ۲۰۰ ہوائی جہازوں ۵۰۰ توپوں ۳ ہزار مشین گنوں اور ۳ کروڑ ۵ لاکھ کارتوسوں کی فرمائش کی ہے۔ ایک فرم سے دس بڑی بڑی توپوں کی فرمائش کی گئی ہے۔ (رر)

لندن ۹ اپریل - ٹرکی کی اسمبلی میں کردوں کی بغاوت کے متعلق بیان دیتے ہوئے عصمت پاشا نے کہا کہ گذشتہ ماہ میں بغاوت اپنے نصف النہار پر پہنچ گئی تھی۔ اب باغی پہاڑوں کی طرف پسپا ہو گئے ہیں لیکن انہوں نے جدوجہد بند نہیں کی۔ لیکن جلد یا بدیر وہ دیکھینگے کہ پہاڑ اُن کے قبرستان ہونگے عصمت پاشا نے یہ بھی کہا کہ جمہوریت کے خلاف کچھ حلقوں کیطرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اس کے انسداد کیلئے بھی جلد تجاویز اختیار کی جائینگی۔ (رر)

سو میرے خیال میں جان وریر صاحب کو تیوہار بنانے اور تجویز کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ چرچ کی جنتری لیکر دیکھیں۔ جو تیوہار آپ کو اُن میں پسند ہوں انکو اپنی کمیٹی میں پیش کردیں۔ پھر جو کمیٹی منظور کرے اُن کا کلیسیاؤں میں رواج دیں۔ دو چار ہندوستانی پنجابی مسیحی بھی ساتھ ملالیں۔ ہمارے واسطے تیوہار مقرر کرنے صاحب لوگوں کا کام نہیں۔ یہ ملکی اور مذہبی بات ہے ملک ہمارا مشرق ہے اور مذہب ہمارا مشرقی ہے۔

ہاں میں کہنا بھول گیا کہ دو سال ہوئے پٹی کی میں بُلایا گیا تھا۔ وہاں مقدس اندریاس کا گرجہ ہے اُس کے یادگار کے دن اُس کی برسی منائی گئی۔ عبادت کے علاوہ کھانا پینا ملنا جلنا بھی ہوا۔ مگر اس سے بڑھ کر میں نے دہلی میں دیکھا کہ وہاں سنٹ سٹیفن ے کی برسی بڑی شان سے منائی گئی۔ یہ تیوہار قابل دید تھے۔

اگر ایسے ایسے تیوہار کلیسیا میں جاری ہوجاویں تو اُن سے مذہبی احساس زندہ ہوتے ہیں۔ اور ہمارے غریب بھائی مذہبی باتوں سے واقف ہوجاتے ہیں۔

ے مقدس استیفان

راقم:۔ واعظ

پادری امرسدھو کا سفر تمام ہوا

پادری پال کیول سنگھ امرسدھو ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۶۲ء میں بمقام سگول چھاؤنی میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں مشن سکول امرتسر میں داخل ہوئے اور وہاں اینگلو ورنیکلر مڈل تک تعلیم حاصل کی بسنہ ۱۸۸۲ء میں مڈل کا امتحان دیا۔ امتحان دینے کے بعد کچھ عرصے کے لئے گورداسپور میں بطور معلم مشن میں کام کرتے رہے سنہ ۱۸۸۳ء میں امرتسر میں اُن کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔ بعد شادی کے ترنتارن کے علاقہ میں بشارت کی خدمت انجام دینے لگے بسنہ ۱۸۸۷ء میں یو۔ پی مشن کی سیمنری سیالکوٹ میں داخل ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۹۱ء میں سیمنری کا کورس ختم کرکے سنہ ۱۸۹۵ء تک یو۔ پی مشن میں بشارت کا کام کرتے رہے پھر بٹالہ میں سی۔ ایم۔ ایس کے علاقہ میں اس خدمت کو انجام دیتے رہے اور اُسی جگہ انٹرنس تک پرائیویٹ طور پر تعلیم حاصل کی بسنہ ۱۸۹۹ء میں اے۔ پی مشن لودھیانہ میں بشارتی خدمت پر مامور ہوئے اور سنہ ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۶ء اور سنہ ۱۹۱۲ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک اخبار نور افشاں کے ایڈیٹر رہے بسنہ ۱۹۰۷ء میں لودھیانہ پریسبٹری میں اُن کا تقرر ہوا۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں مشن کی خدمت سے ریٹائر ہوئے۔ ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء میں قصور میں قصور کلیسیا کی طرف سے بشارتی خدمت انجام دینے لگے۔ ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء میں بعارضہ دمہ بیمار ہوئے اور عرصہ تک بیمار رہ کر ۵ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء کو بوقت شب ۹ بجے اپنا سفر تمام کرکے تمام تکالیف سے آزاد ہوکر باپ کی گود میں آرام میں جا داخل ہوئے۔ اس وقت مرحوم کی عمر ۶۲ برس ۵ ماہ اور ۲۰ دن کی ہوئی۔

مرحوم سیمنری کا تعلیم یافتہ تھا۔ مذہبی واقفیت نہایت اعلےٰ پایہ کی تھی۔ خداوند مسیح کو اکیلا نجات دہندہ پیش کرنا اُن کا سب سے بڑا کام رہا۔ مسیحی غیرت ہر وقت جوش زن رہتی تھی۔ علم یونانی اور عبرانی اور سنسکرت میں خاص مہارت تھی۔ علم یونانی کی لیاقت ترجمہ مقدمہ ارسطو سے ظاہر ہے۔ علم منطق اور فلسفہ سے خاص مس تھا۔ مرحوم نے ہندو سائیکلو پیڈیا۔ اپنشدوں کی تعلیم نہایت گراں بہا کتب تصنیف و تالیف کیں۔ علاوہ ان کے نتائج مسیحیت کا جواب۔ آنادی اشیاء۔ کیا وید ازلی ہیں۔ کیا وید الہامی ہیں؟ چھوٹی چھوٹی کتب نہایت عمدہ صورت میں لکھیں بعض ان میں نور افشاں میں نکل رہی ہیں اور بعض جلد چھپنے والی ہیں۔ مرحوم ایک زبردست سپاہی خداوند کی بادشاہت کا تھا۔ نیک صلاح دینے والا اور ایک لائق دوست تھا۔ ایسے ایسے گوہر کلیسیا کو آسانی سے نہیں ملجاتے۔

مرحوم مرتے دم تک نہایت اطمینان کی حالت میں رہا۔ آخری وقت مرحوم نے کہا کہ میرا پیالہ لبریز ہوکر اُچھل رہا ہے اور خدا باپ کے جلال کا نور میرے اوپر کثرت سے چمک رہا ہے۔

دعا ہے کہ خداوند مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

احقر۔ پی۔ ڈی۔ پال قصوری۔

سیالکوٹ میں مسیحی میلا

پروفیسر الفریڈ ووڈ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی مرے کالج سیالکوٹ جیسے مسیحی طبع اور خوش وضع اصحاب کا دم بہت غنیمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پرسوں ایک دیہاتی مسیحی مجھ کو ملا۔ اثنائے گفتگو میں کہنے لگا کہ جناب آپ تعلیم یافتہ لوگ صاحب مال و منال ہیں۔ ہم غریب پرور دہ رنج و ملال ہیں۔ آپ صاحب حشمت و اقبال ہم بے حال ڈھال نہ دولت نہ مال۔ آپ لوگ ہم سے ملنا کب گوارا کرتے ہیں۔ ہائے کون ہمارا پرساں حال ہے۔ پروفیسر صاحب ذکر کرتے ہیں کہ اُس کے حسرت افشاں کلمے اور یاس ریزاں فقرے میرے سینے سے دل میں اُتر گئے۔ دیہاتی کے سامنے متعدد بیان کی اور گھر کو چل دیئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ راستے میں چلے جاتے ہیں اور فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ گھر پہنچتے ہی بہت بے قراری سے دیہاتی مسیحی کے درد بھرے کلمے اپنی میم صاحبہ کو سنائے۔ خدا سلامت رکھے دونوں میاں بیوی بہت ہی رقیق القلب واقع ہوئے ہیں میم صاحبہ کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ آخر

صلاح ٹھہری کہ ایک میلا ہو۔ جس میں خواندہ اور ناخواندہ سب شامل ہوں۔ باہم خوشی کریں۔ اور سب پڑھے ہوئے دیہاتی شہری ان پڑھوں کی خدمت میں کربانہ ہیں۔ یہ تجویز محض زبانی جمع خرچ ہی نہ تھا۔ اُسی وقت سے دونوں میاں بیوی اس کو عملی جامہ پہنانے میں مشغول ہو گئے۔ پروفیسر ڈیوڈ صاحب اور آپ کی میم صاحبہ اور کئی ایک اور ممتاز مسیحی آپ کے مددگار رہے۔ اطراف و جوانب کے مسیحیوں میں دعوتی رقعے بٹ گئے۔ ۲۲ مارچ میلے کی تاریخ ٹھہری۔ اس مبارک میل ملاپ کے کام کے لئے چندہ اُٹھایا گیا۔ صلاح ٹھہری کہ جمع شدہ چندہ سے دوکانیں چلائی جائیں اور میلے میں جو منافع اُٹھے وہ معہ اصل رقم جمع شدہ کے این۔ ایم۔ ایس کی مدد کے لئے بھیجا جاوے گا۔

دوکانوں میں سودا بیچنے کا کام اور کل انتظام سیالکوٹ کی مسیحی خاتون نے اُٹھایا۔ کوئی چائے کا انتظام کر رہی ہے۔ گاہک کھڑے ہیں۔ نہایت سنجیدگی محبت اور سرعت سے مہمانوں کی خدمت میں مستغرق ہے۔ کوئی پوریاں نکال رہی ہے۔ دیو آتش سامنے ہے گرمی سے پسینہ ٹپک رہا ہے۔ کچھ دھوپ کی حدت کچھ آگ کی حدت۔ کپڑے پسینے سے لت پت ہوئے ہیں۔ گرم کڑچھی ہاتھ میں ہے۔ چولہے سے بھڑکتی ہوئی چنگاریاں خوف دلا رہی ہیں۔ لیکن اس وقت میں خدمت میں غفلت کا مسئلہ مدنظر ہے۔ خوش ہیں اور خدمت میں محو ہیں۔ میلہ گاہ کالج کا صحن ہے۔ دیواروں اور کناتوں سے پردہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ میلے کے ممبر صرف مسیحی ہیں . . . .

لوگ باہمی رفاقت سے خوش ہو رہے ہیں عجب منظر ہے۔ ہر کونے میں دیکھا کھڑا ہے۔ میلے کی کیفیت دیکھنے سے رہا ہے۔ ایک طرف پنگوڑا اچھل رہا ہے بچے پنگوڑے میں چکر کھا رہے ہیں۔ پنگوڑے کے پہلو میں طبلہ بج رہا ہے لڑکے خوش الحان بھجن گا رہے ہیں پنگوڑے کے دوسرے پہلو میں چھپے ہوئے خزانہ کی تلاش ہو رہی ہے۔ اس کی کیفیت یوں ہے کہ کوئی دو مربع گز جگہ مخصوص کر کے اُس میں کئی ایک اٹھنیاں جابجا چھپا دی گئی تھیں۔ دو پیسے داخلہ تھا۔ کہ جو شخص دبی ہوئی اٹھنی کے قریب تر یا اوپر ہی اپنے نام کی چٹ لگا دے وہ دو پیسہ کے داخلے سے گویا اٹھنی کمائے چونکہ فیس داخلہ کی آمدنی این۔ ایم۔ ایس کی مدد کے لئے تھی۔ اس واسطے بہنوں نے اس کھیل کے ذریعہ این۔ ایم۔ ایس کی مدد کی۔ میلے میں عجیب ریل پیل تھی کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ گھس بیٹھ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے تھے۔ پاس ہی لڑکیاں اور لڑکے گڑیا کھیل رہے ہیں۔ بعض روشوں پر ٹہل رہے ہیں۔ ہارمونیم بج رہا ہے۔ خوش مذاق پوریاں کچوریاں کھا رہے ہیں۔ لیکن کان باجے کی سُر پر لگا ہے کبھی کبھی واہ واہ کے نعرے اُٹھتے۔ بے تپاک تمام ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ کوئی کسی دوسری کا بچہ گود میں لیکر بہلا رہی ہے۔ کوئی دعوت خورد و نوش کے لئے دوسری سے اصرار کر رہی ہے۔ دوسری دعوت کی قبولیت سے معذوری چاہتی ہے۔

بھائی بہن چھوٹی لڑکیوں کو چوڑیاں۔ گجرے خریدنے کے لئے پیسے دے رہے ہیں۔ بیگانے اور یگانے کی تمیز اُٹھ گئی ہے۔ اپنے اور پرائے کا خیال عنقا ہو گیا۔ دیہاتی اور شہری کا امتیاز مفقود ہے۔ خواندہ اور ناخواندہ کا سوال غائب ہو گیا۔ پڑھے ہوئے ان پڑھوں کی خدمت بجا لا کر اُس دیہاتی سائل کو تسکین اور طمانیت دلا رہے ہیں۔ غروب آفتاب کے بعد مختلف غزلیں گائی گئیں۔ اس وقت پروفیسر صاحب مذکور اور آپ کی میم صاحبہ نے قومی گیت

"سارے جہاں سے اچھا ہے ہندوستاں ہمارا"

ہارمونیم کے ساتھ گا کر حاضرین کو بہت خوش کیا۔ اس کے بعد میجک لنٹرن سے تصویریں دکھانے کا انتظام تھا۔ اسی میلے میں سیالکوٹ ڈسٹرکٹ کانفرنس کا وجود قائم ہوا۔ مسیحی مستورات اور مسیحی نوجوانوں نے شمولیت سے شرف بخشا۔ بعد میں نہایت خوشی خوشی محبت بھرے دلوں سے سب لوگ گھروں میں لوٹ آئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ میلا ہر چھ ماہ بعد یا سال بعد ضرور ہوا کریگا۔ ایسے میلوں میں مسیحی افراد کے موتیوں کو ایک ہی اتحاد کی سلک میں منسلک کیا جا سکتا ہے۔ احقر۔ رفیق (ننکانوی)

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا